بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کے گوشت کی خرید و فروخت کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قربانی کے گوشت کی خرید و فروخت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب

(1) قربانی کرنے والے شخص کا اپنی قربانی کے گوشت کو پیسوں کے بدلے بیچنا شرعاً جائز نہیں، بشرطیکہ وہ اسے اپنی ذات یا اہل و عیال کے واسطے بیچ رہے ہوں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے گوشت کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ مزید یہ کہ قربانی کے کسی جز کو ایسی اشیاء کے بدلے میں بیچنا جو استعمال سے خرچ ہو جائیں اور باقی نہ رہیں (جیسے: پیسے یا اناج و پھل وغیرہ)، یہ تصرف "تموُّل" کہلاتا ہے، جبکہ شرعی لحاظ سے قربانی کے اجزاء سے تمول (مذکورہ مالی نفع) کا حصول ممنوع و ناجائز ہے۔ لہذا، اگر کسی نے پیسوں کے بدلے اپنی قربانی کا گوشت وغیرہ کوئی جز بیچ دیا تو اس رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

گوشت فروخت کرنے کی ممانعت کے متعلق حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ولا تبيعوا لحوم الهدي والأضاحي، فكلوا، وتصدقوا، واستمتعوا بجلودها" ترجمہ: ہدی اور قربانی کے گوشت کو نہ بیچو، بلکہ اسے کھاؤ، صدقہ کرو اور اس کی کھال سے نفع حاصل کرو۔ (مسند احمد، جلد 26، صفحہ 148، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من باع جلد أضحيته فلا أضحية له" ترجمہ: جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچ دی تو اس کی قربانی ہی (کامل) نہیں ہوئی۔ (المستدرک علی الصحیحین، جلد 02، صفحہ 422، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اس حدیث کے تحت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: "قوله: فلا أضحية له محمول على نفي الكمال، كما في قوله صلى الله عليه وسلم: «لا صلاة لجار المسجد إلا في المسجد" ترجمہ: قربانی نہ ہونے سے مراد کامل طور پر ہونے کی نفی ہے جیسا کہ ایک دوسرے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز صرف مسجد میں ہی (کامل) ہوتی ہے۔ (البنایۃ شرح الہدایۃ، جلد 12، صفحہ 55، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مزید ایک حدیث اور اس کے تحت بیع کی ممانعت کا حکم بیان کرتے ہوئے، شرح مختصر طحاوی میں ہے: "وقال النبي عليه الصلاة و السلام لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه حين أمر بنحر البدن: "وتصدق بجلالها وخطامها، ولا تعط الجازر منها شيئا، فإنا نعطيه من عندنا". فمنعه أن يعطي الجازر منها شيئا على وجه الأجرة، فدل على أنه ممنوع من بيعه" ترجمہ: نبی علیہ السلام نے

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا تو ان سے فرمایا : "ان کے چمڑے اور رسیاں صدقہ کر دینا، اور ذبح کرنے والے کو اس میں سے کچھ بھی (بطور اجرت) نہ دینا، اسے ہم اپنی طرف سے (اجرت) دیں گے ۔ "پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصائی کو قربانی میں سے کچھ بھی بطور اجرت دینے سے منع فرمایا۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قربانی کے جانور کا کوئی بھی جز بیچنا ممنوع ہے ۔ (شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد 07، صفحہ 340، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت)

بدائع الصنائع میں ہے : ”ولا یحل بیع جلدھا وشحمھا ولحمھا وأطرافھا ورأسھا وصوفھا وشعرھا ووبرھا ولبنھا الذی یحلبہ منھا بعد ذبحھا بشئ لا یمکن الانتفاع بہ الا باستھلاک عینہ من الدراھم والدنانیر والمأکولات والمشروبات“ ترجمہ : قربانی کی کھال، چربی، گوشت، اعضاء، سر، اون، بال، نرم بال اور اور وہ دودھ جسے ذبح کے بعد دوہا گیا ہو، کو ایسی چیز کے بدلے میں بیچنا جس سے نفع ہلاک کر کے ہی حاصل کیا جا سکتا ہو تو یہ حلال نہیں ہے جیسے دراھم و دنانیز اور کھانے پینے کی چیزیں ۔ (بدائع الصنائع، جلد 05، صفحہ 81، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالی بنایہ میں فرماتے ہیں : ”المعنى في اشتراء ما لا ينتفع به إلا بعد استهلاكه، أنه تصرف على قصد التمول، وهو قد خرج عن جهة التمول، فإذا تمولته بالبيع وجب التصدق؛ لأن هذا الثمن حصل بفعل مكروه، فيكون خبيثا فيجب التصدق“ ترجمہ : (اس کے بدلہ) ایسی چیز خریدنا جسے ہلاک کرنے کے بعد ہی نفع اٹھایا جا سکے، تو اس (منع ہونے) کی وجہ یہ ہے کہ یہ مال حاصل کرنے کی غرض سے تصرف کرنا ہے حالانکہ قربانی مال بننے کی جہت سے خارج ہو گئی ہے ۔ لہذا، اگر کسی نے قربانی کو بیچ کر مال حاصل کیا تو اس رقم کو صدقہ کرنا واجب ہوگا؛ کیونکہ یہ رقم ایک مکروہ فعل کے ذریعہ حاصل ہوئی تو یہ خبیث مال ہے جسے صدقہ کرنا واجب ہے ۔ (البنایۃ شرح الہدایۃ، جلد 12، صفحہ 54، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے : " یہ ناجائز ہے کہ اپنے یا اپنے اہل وعیال اور اغنیا کے صرف میں لانے کو گوشت یا کھال یا کسی جز کو بعوض ایسی اشیاء کے فروخت کرے جو استعمال میں خرچ ہو جائیں اور باقی نہ رہیں جس طرح روپیہ پیسہ یا کھانے پینے کی چیزیں یا تیل پھلیل وغیرہ کہ ان کے عوض اپنی نیت سے بیچنا تمول ہے ۔ اور نیت اغنیا مثل اپنی نیت کے ہے ۔ اور یہ جانور جس سے اقامت قربت ہوئی، اس قابل نہ رہا کہ اس کے کسی جز سے تمول کیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خلاصہ یہ کہ بعد قربانی اس کے اجزاء میں ہر قسم کا تصرف غنی کو حلال ہے ۔ مگروہ جس میں معنی تمول پائے جائیں ۔ ملتقطا“ (فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 469-468، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

(2) لیکن اگر وہ اپنی ذات یا اہل وعیال کے لیے نہیں، بلکہ فقراء وغیرہ پر صدقہ کرنے کی نیت سے بیچ رہا ہے تو یہ صورت جائز ہے ۔ کیونکہ یہ بھی کھال و گوشت کو صدقہ کرنے کی طرح نیکی ہی ہے ۔

جیسا کہ عالمگیری میں ہے : ”ولو باعها بالدراهم ليتصدق بها جاز؛ لأنه قربة كالتصدق، كذا في التبيين. وهكذا في الهداية والكافي“ ترجمہ : اگر دراہم ان چیزوں کو دراہم کے بدلے میں فروخت کیا تا کہ ان دراہم کو صدقہ کرے تو یہ جائز ہے؛ کیونکہ یہ بھی صدقہ کی

طرح قربت ہے۔ ایسا ہی تبیین الحقائق میں ہے۔ اور اسی طرح ہدایہ و کافی میں ہے۔ (الفتاوی العالمکیریہ، جلد05، صفحہ 301، دار الفکر، بیروت)

اسی طرح بہار شریعت میں ہے: "اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض میں بیچا مگر اس لیے نہیں کہ اوس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کریگا بلکہ اس لیے کہ اوسے صدقہ کردے گا تو جائز ہے۔ جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے اوسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اوسے بیچ کر دام ان فقرا پر تقسیم کر دیتے ہیں یہ بیع جائز ہے اس میں حرج نہیں اور حدیث میں جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لیے بیچنا ہے۔" (بہار شریعت، جلد03، صفحہ 348، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(3) اور اگر قربانی کرنے والے نے گوشت کسی شخص کو صدقہ یا ہبہ کر دیا، اور پھر اس شخص نے وہ گوشت کسی کو بیچ دیا تو اس میں بھی حرج نہیں؛ کیونکہ ہبہ یا صدقہ ہو جانے کے بعد ملکیت بدلنے کے سبب قربانی کا حکم منقطع ہو جاتا ہے جیسا کہ کھال کے متعلق فقہاء کرام نے یہی حکم دیا ہے۔

قربانی کی کھال اور گوشت کا ایک حکم ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے: "واللحم بمنزلة الجلد في الصحيح" ترجمہ: صحیح مذہب میں گوشت کا حکم بھی کھال کی طرح ہے۔ (الهداية شرح البداية، جلد04، صفحہ 360، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اور کھال ہبہ ہونے کے بعد، اسے آگے بیچنے کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے: "غنی کو ہبہ کر سکتے ہیں کہ وہ اپنا تمول نہیں۔ پھر اس غنی کو اختیار ہے **چاہے داموں کو بیچ کر اپنے خرچ میں لائے چاہے کسی کی اجرت یا تنخواہ میں دے چاہے** اپنی زکوٰۃ میں دے اور اس کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کہ اب حکم اضحیہ منقطع ہو گیا، وہ اس کی ملک ہے جو چاہے کرے۔ لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم هو لها صدقة ولنا هدية۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدقہ اور ہمارے لے ہدیہ ہے۔ (ت)" (فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ 497، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوی فیض الرسول میں ہے: "قربانی کی کھال مسجد میں دے کہ اس کا **منتظم بیچ کر مسجد** میں لگالے یا مسجد میں صرف کرنے کی نیت سے خود فروخت کر کے اس کا پیسہ تعمیر مسجد میں لگالے دونوں صورتیں جائز ہیں۔" (فتاوی فیض الرسول، جلد02، صفحہ 478، شبیر برادرز، لاہور)

قربانی کا گوشت خریدنے کا حکم:

بقیہ جہاں تک خریدنے کا معاملہ ہے تو جب تک خریدار کو معلوم نہیں ہو جاتا کہ بیچنے والا اسے ناجائز صورت پر بیچ رہا ہے تو اس وقت تک گناہگار نہیں ہوگا جیسا کہ مسجد و مدارس میں دی گئی کھالوں کو خریدنے کا معاملہ ہے۔ لیکن اگر معلوم ہو کہ یہ شخص قربانی کا گوشت ناجائز صورت پر بیچ رہا ہے یعنی کوئی شخص اپنی ذات کے لیے پیسوں کے عوض اپنی قربانی کا گوشت بیچ رہا ہے تو ایسی صورت میں یہ گوشت خریدنا، ناجائز و گناہ ہے؛ کہ یہ گناہ پر تعاون ہے۔ جس سے شرعاً بچنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ فقہاء کرام نے اذانِ جمعہ کے بعد کی بیع میں حکم دیا

ہے کہ اگر عاقدین میں سے کسی ایک شخص پر جمعہ واجب ہو اور دوسرے پر نہ ہو تب بھی اذان جمعہ کے بعد بیع کرنے سے دونوں ہی گنہگار ہوں گے؛ کیونکہ ایک نے تو ناجائز کام کیا ہے اور دوسرے نے اس پر اعانت کی ہے۔ لہذا، ایسے ہی یہاں پر بھی جب بائع کے لیے بیچنا جائز نہیں ہے تو دوسرے کی اعانت کے سبب اس کا بھی یہی حکم ہے۔

گناہ پر مدد کرنا جائز نہیں۔ اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: (وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ) ترجمہ کنزالعرفان: گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ (پارہ 6، سورۃ المائدہ، آیۃ 2)

قربانی کے گوشت کی بیع کے اذانِ جمعہ کے بعد کی بیع کے مثل ہونے کے متعلق شرح مختصر طحاوی میں ہے: "فصار کالبیع عند أذان الجمعة" یعنی یہ عقد اذان جمعہ کے وقت کی بیع کے مثل ہو گیا ہے۔ (شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد 07، صفحہ 340، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت)

اور اگر کسی ایک پر جمعہ واجب ہو، لیکن دوسرے پر نہ ہو تو دونوں ہی گنہگار ہوں گے۔ چنانچہ، علامہ سید احمد طحطاوی حنفی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "من لم تجب علیه الجمعة مستثنی من الحکم کما فی القهستانی یعنی من لم تجب علیهما معا أما إذا وجبت علی أحدهما دون الآخر أثما جمیعا لأن الأول ارتکب النهی و الثانی أعانه علیه کذا فی شرح البخاری للعینی" ترجمہ: جس پر جمعہ واجب نہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ قہستانی میں ہے یعنی جبکہ عاقدین دونوں ایسے ہوں کہ ان پر جمعہ واجب نہ ہو۔ ہاں! اگر کسی ایک پر جمعہ واجب ہو دوسرے پر نہ ہو تو دونوں ہی گنہگار ہوں گے کیونکہ ایک نے تو ممنوعہ کام کیا ہے، اور دوسرے نے اس پر اعانت کی ہے جیسا کہ شرح بخاری للعینی میں ہے۔ (طحطاوی علی المراقی، جلد 01، صفحہ 517-518، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

نوٹ: واضح رہے کہ جس صورت میں خریدار کے لئے خریدنا منع ہے اس صورت میں بھی اگر خرید لیا تو خریداری کا عقد صحیح ہو گا اور خریدار کے لئے اس گوشت کا استعمال حلال ہو گا کیونکہ یہاں ممانعت ایک خارجی پہلو کے اعتبار سے تھی۔

جیسا کہ شرح مختصر طحاوی میں ہے: "لأنه في ملكه، جائز التصرف فيه، ألا ترى أنه يجوز هبته و صدقته، و لأن النهي لم يتناول معنى في نفس العقد" ترجمہ: کیونکہ یہ اس کی ملکیت میں ہے جس میں تصرف کرنا جائز ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اسے ہبہ و صدقہ کرنا جائز ہے۔ علاوہ ازیں اس متعلق ممانعت کا حکم نفس عقد میں خلل نہیں ڈالتا، (بلکہ یہ ممانعت ایک خارجی امر کے اعتبار سے ہے۔) (شرح مختصر الطحاوي للجصاص، جلد 07، صفحہ 340، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد ساجد عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: NRL-0294

تاریخ اجراء: 24ذی الحجۃ1446ھ/21جون2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net